رمضان سے سبق سیکھو

(فرمودہ ۱۳ جولائی ۱۹۱۷ء)

حضور نے تشہد و تعوذ کے بعد مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

ان الابرار يشربون من كاس كان مزاجها كافورًا ۝ عينًا يشرب بها عباد الله يفجرونها تفجيرا ۝ يوفون بالنذر و يخافون يومًا كان شره مستطيرًا ۝ و يطعمون الطعام على حبه مسكينًا ويتيمًا واسيرًا ۝ انما نطعمكم لوجه الله لا نريد منكم جزاءً ولا شكورًا ۝ انا نخاف من ربنا يومًا عبوسًا قمطريرًا ۝ فوقهم الله شر ذلك اليوم ولقهم نضرة وسرورًا ۝ وجزاهم بما صبروا جنة و حريرًا ۝ متكئين فيها على الارائك لا يرون فيها شمسا ولا زمهريرًا ۝ ودانية عليهم ظللها و ذللت قطوفها تذليلًا ۝

(الدهر: ٦ تا ١٥)

اور فرمایا:

رمضان کو دوسرے مہینوں پر اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی ہے حتیٰ کہ رمضان کا ہی مہینہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام قرآن کے دَور کو آیا کرتے تھے[1]۔ رمضان کے مہینہ میں بہت سی برکات اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں اور اس میں بہت سے سبق دیئے ہیں۔ ان اسباق میں ایک تو یہی ہے جس کی

---

[1] بخاری کتاب الصوم باب اجود ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی رمضان

طرف آج میں آپ لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ انسان دوسرے کی تکلیف اسی وقت سمجھ سکتا ہے جب وہ خود مبتلا ہو۔ ایک آدمی جو کبھی بیمار نہ ہوا ہو۔ اس کو دوسرے کی بیماری سمجھنا بہت مشکل ہے۔ ایک آدمی جس نے کوئی موت نہ دیکھی ہو اس کو اس گھرانے کی مصیبت کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ جس پر موت آ گئی ہو۔ وہ شخص جس نے غم نہ دیکھا ہو اس کے لئے دوسروں کے غم کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔ بیماری کی تکلیف کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس نے بیماری اٹھائی ہو۔ غم کو وہی جان سکتا ہے جو غم میں مبتلا ہوا ہو دوسرے کی موت سے وہی تکلیف محسوس کر سکتا ہے جسکے عزیزوں میں کبھی موت اسکے سامنے آئی ہو۔

اسی طرح جس نے کبھی نہ دیکھا ہو کہ بھوک کیا ہے وہ نہیں سمجھ سکتا کہ بھوکے انسان کی کیا حالت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ سنّت ہے کہ چونکہ وہ اپنے بندوں کے دلوں میں احساس پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق کن ابتلاؤں سے گزر رہی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنی پیاری جماعتوں کو آزماتا ہے۔ چنانچہ پہلے ہی پارہ میں آزمائشیں بیان فرماتا ہے کہ مالی آزمائشیں بھی آتی ہے۔ جانی بھی۔ بھوک بھی اپنا کام کرتی ہے اور اور قسم کی آزمائشیں بھی آتی ہیں۔ لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ آزمائش کی غرض کیا ہوتی ہے۔ وہ سمجھ لیں کہ آزمائشوں کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ان لوگوں میں ہمدردی پیدا ہو۔ اللہ کے بندے بھوک سے گزارے جاتے ہیں۔ موت اور قلتِ مال سے گزارے جاتے ہیں بیماریوں کے دروازوں سے گزارے جاتے ہیں۔ خدا کے بندے ان تنگ دروازوں سے اس لئے نہیں گزارے جاتے کہ وہ ہلاک کئے جائیں بلکہ اس لئے کہ مخلوقِ خدا کی حالت سے انہیں ہمدردی پیدا ہو۔

یہی بات ہے جس کے نہ سمجھنے کے سبب سے مسیح کو کفّارہ بنایا گیا۔ گناہ کے دور کرنے کا اور ذریعہ تھا۔ مسیح کو مصلوب کرنا اسکا ذریعہ نہیں تھا۔ یہ سچ ہے کہ خدا اپنے نبیوں کو تکالیف میں ڈالتا ہے تا ان کو معلوم ہو جائے کہ مخلوقِ خدا کن مشکلات میں سے گزر رہی ہے۔ کوئی دُکھ نہ ہو۔ جس کے ازالہ کیلئے ان میں جوش پیدا نہ ہو۔ پس یہ ٹھیک ہے کہ مسیح صلیب دیئے گئے۔ کفّارہ کیلئے نہیں بلکہ اس لئے تا ان کو معلوم ہو کہ دنیا کس طرح گندی زندگی میں سے گزر رہی ہے اور وہ اسکا علاج کریں۔

رمضان بھی ابتلاؤں میں سے ایک ابتلاء ہے۔ بڑے بڑے امیر آدمی جن کے پاس ہزاروں ہی نعمتیں ہوتی ہیں جب رمضان کا مہینہ آتا ہے۔ باوجود تمام قسم کی نعمتیں اور عمدہ سے عمدہ کھاتے اور اعلیٰ درجہ کے مسالے بھی ہوتے ہیں بھوک بھی سخت ہوتی ہے۔ مگر خدا کے حکم ماتحت سب کچھ چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر ان کو معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی مخلوق کی کیا حالت ہے۔

رمضان ایک سبق ہے کہ تا وہ سمجھیں کہ جن کو بھوک ہوتی ہے اور جو پیاسے ہوتے ہیں انکی کیا حالت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ انکی بھوک اور پیاس کے دور کرنے کی کوشش کریں۔ انکے دلوں میں ہمدردی کا جوش پیدا ہو۔

نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ میں بہت خیرات کرتے تھے حتیٰ کہ حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ رمضان میں صدقہ اس کثرت سے کرتے تھے جیسا کہ تیز ہوا چلتی ہے[1]۔ آپؐ دوسرے ایّام میں بھی صدقہ کرتے تھے۔ مگر رمضان کے مہینہ میں بالخصوص حضورؐ بہت صدقہ وخیرات سے کام لیتے تھے۔

یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں۔ ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے مومن کا ایک کام یہ بھی بتایا ہے ویطعمون الطعام علیٰ حبه مسکیناً ویتیماً واسیرًا وہ اللہ کی محبت کے سبب سے نہ ریاء کے طور پر کھانا کھلاتے ہیں۔ مسکینوں یتیموں اور اسیروں کو چنانچہ وہ کہتے ہیں انما نطعمکم لوجه اللہ لا نرید منکم جزاءً ولا شکورًا کہ ہم جو تمہیں کھانا کھلاتے ہیں یہ محض اللہ کی خاطر ہے ہم تم سے اس کا کوئی بدلہ نہیں چاہتے نہ یہ چاہتے ہیں کہ آپ لوگ شکریہ کے طور پر جزاک اللہ ہی کہیں مگر یہ کھانا کھانے والوں کا فعل ہے کہ جب ان پر کوئی احسان ہو تو اس احسان کا شکریہ ادا کریں۔ پس وہ مومن کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اس لئے آپ لوگوں کی کچھ خدمت کرتے ہیں کہ صرف اللہ راضی ہو جائے۔

ان سبقوں میں سے ایک سبق خیرات بھی ہے مگر اس کا اب طریق بدل گیا ہے انجمنوں میں دیتے ہیں کہ نام ونمود ہو۔ مگر جو طریق قرآن کریم نے بتایا ہے۔ اس کی طرف سے توجہ ہٹ گئی ہے۔ فقراء بھی بڑھ گئے ہیں۔ چیزیں بھی مہنگی ہوگئی ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ توجہ زیادہ ادھر ہوتی مگر اس کی طرف سے توجہ ہٹ گئی ہے۔ لوگ ادھر

---

[1] بخاری کتاب الصوم باب اجود ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی رمضان

دیتے ہیں جہاں نام و نمود ہو۔

لیکن ابرار میں شامل ہونے کیلئے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کو کھانا کھلایا جائے کیونکہ انکی صفات میں ایک صفت کھانا کھلانا بھی ہے جو کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم کسی بدلہ کے لئے تمہیں کھانا نہیں کھلاتے بلکہ محض اللہ کیلئے کھانا کھلاتے ہیں۔ کیونکہ ایک دن آنے والا ہے انا نخاف من ربنا یوما عبوسا قمطریرا کہ جب ہمارے پاس کچھ نہیں ہوگا۔ پس ہم جو نہیں دیتے ہیں تم سے کچھ لینے کیلئے نہیں دیتے۔ بلکہ اس لئے دیتے ہیں کہ وہ دن جس دن ہمارے پاس کچھ نہیں ہوگا ہم اللہ تعالیٰ سے لیں گے۔

پس یہ دن مبارک ہیں۔ میں جماعت کو بتانا چاہتا ہوں کہ اب بھوک کے سبق کو ہر ایک شخص جانتا ہے۔ قادیان میں بہت سے لوگ ہیں اور میں ان کو جانتا ہوں کئی کئی فاقے ان پر گزر جاتے ہیں۔ اور ایسے لوگ ہر جگہ موجود ہیں انکے پاس کچھ نہیں ان کے بچے فاقہ کر کے راتیں گزارتے ہیں۔ اب یہ اچھا موقعہ ہے کہ پھر بھول نہ جاؤ اللہ تعالیٰ نے بھی ہر سال رمضان لگا دیا ہے۔ دیکھا جاتا ہے جب بیماری ختم ہو جائے تو انسان کو پرواہ نہیں رہتی۔ مثلاً کسی کے پیٹ میں درد ہو اس وقت وہ عہد کرے گا کہ آئندہ کبھی ایسی چیز نہیں کھاؤں گا جس سے پیٹ میں درد ہو۔ لیکن جونہی کہ افاقہ شروع ہوا وہ عہد بھولنا شروع ہو گیا اور مزیدار شوربے کا خیال آنے لگا۔

پس جہاں تک ہو سکے رمضان سے عملی سبق لینا چاہیئے۔ یہاں کے لوگ یہاں صدقہ کر سکتے ہیں۔ اور باہر کے باہر۔ یہ شرط نہیں ہے کہ اپنے ہی ہاں دیا جائے۔ غیروں کو بھی دینا چاہیئے۔ غیروں کو بلکہ ضرور ہی دینا چاہیئے تا خدا کی مخلوق سے ہمدردی عام ہو۔ میرے نزدیک تو کتے بلیاں اور چوہے بھی مستحق ہیں کہ ان کو بھی کھلانا پلانا چاہیئے یہ تو صدقہ کے متعلق تھا۔ مگر ایک بات اور بھی یاد رکھو ایک جماعت ہے جو صدقہ نہیں کھا سکتی۔ غریب ہے نادار ہے۔ اس کی بھی مدد کی صورت نکالنی چاہیئے وہ سیدوں کی جماعت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نسل کو صدقہ سے منع فرمایا ہے[ل]۔ بعض نے کہا ہے کہ اب سیدوں کیلئے صدقہ لینے میں کوئی حرج نہیں

ل بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اخذ صدقۃ التمر عند صرام النخل وھل یترک الصبی لیمس تمر الصدقۃ

کیونکہ وہ نادار ہیں ۔ مگر میرے نزدیک درست نہیں جس بات سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ۔ اس کو جائز کیا جائے ۔ صدقہ کے علاوہ اور بھی طریق ہو سکتے ہیں ۔ جن سے ان کی مدد ہو سکتی ہے اور اس طرح محبت بھی بڑھ سکتی ہے ۔ وہ ہدایا کا طریق ہے ۔ اگر ایک دوست کا بچہ آتا ہے تو آدمی اسے کچھ دیتا ہے مگر وہ صدقہ نہیں ہوتا ۔ اور اس طرح ان میں محبت بڑھتی ہے ۔ اسی طرح سید آنحضرتؐ کی بیٹی کی اولاد ہیں ۔ اب انکو بھی ہدایا دیئے جائیں اس احسان کے بدلہ میں جو آنحضرتؐ کا ہم پر ہے ۔ آنحضرتؐ نے ہمیں کفر سے نکالا ظلمتوں سے باہر لائے ۔ پس اس فضل کی وجہ سے ہمارا فرض ہے کہ ہم آپؐ کی لڑکی کی اولاد کے ساتھ ویسا ہی دوستانہ سلوک کریں ۔ بلکہ اس سے بڑھ کر کریں جیسا کہ آپ دوسرے دوستوں سے کرتے ہیں ۔ وہ صدقہ نہیں کھا سکتے اس لئے ہم ان کو بطور ہدایا دیں ۔

ہم ان کو خدا تعالیٰ کی محبت کے طور پر دے سکتے ہیں ۔ ان کو آنحضرتؐ سے نسبت ہے ۔ ایک شاعر نے کہا ہے بات تو گندی ہے لیکن ہے درست ۔ کیونکہ پتہ لگتا ہے کہ نسبتوں کا بھی کہاں تک خیال ہوتا ہے ۔

؎ گو واں نہیں پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں
کعبہ سے ان بتوں کو بھی نسبت ہے دُور کی

حضرت صاحب نے قصیدہ الہامیہ میں فرمایا ہے :

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کاخر کنند دعوٰی حبّ پیمبرم

خواہ غیر احمدی ایک نبی کے انکار کی وجہ سے کافر ہی ہو گئے ہیں ۔ مگر وہ کہتے تو ہیں کہ ہمارا آنحضرتؐ سے تعلق ہے ۔ جہاں وہ ایک نبی کے منکر ہیں وہ ایک سے پیار کا بھی دعوٰی کرتے ہیں ۔

پس سیدوں کو آنحضرتؐ سے تعلق نسبی ہے ۔ اس لئے جہاں میں آپ لوگوں کو صدقات کی طرف متوجہ کرتا ہوں وہاں یہ بھی بتاتا ہوں کہ میں نہیں چاہتا کہ صدقہ کسی فتوٰی سے سیدوں کے لئے جائز کر دیا جائے ۔ رسول کریمؐ کے ہم پر احسانات ہیں اسکے بدلہ میں سیدوں کو ہدیہ دیئے جائیں ۔ رسول کریمؐ خود بھی ہدیہ کھاتے تھے ۔ پس رمضان ایک سبق ہے بعد میں کسی کو یاد رہے یا نہ رہے اب اس کام کو کرو کہ خدا کے فضلوں کے وارث بنو ۔

(الفضل ۲۱/۲۴ جولائی ۱۹۱۷ء)